آیاتہا ۳۰ ﴿ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ ﴾ رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۗ لَا یَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''سنن'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الم تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابوعبید نے ''فضائل'' میں امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، ترمذی، نسائی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ اور تبارك الذی بیدہ الملك کی تلاوت نہ کرتے۔(4)

امام ابن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے چار رکعات عشاء آخر کے بعد پڑھیں۔ پہلی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱﴾ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ پڑھیں اور آخری دو رکعتوں میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ سجدہ پڑھیں تو اس کے لیے یہ چار رکعات ایسی لکھ دی جائیں گے جیسے لیلۃ القدر کی چار رکعتیں ہوں۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب مایقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 122، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ سنن ترمذی، باب مایقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 68، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 442 (3404)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ کی تلاوت مغرب اور عشاء کے درمیان کی تو گویا اس نے لیلۃ القدر کو قیام کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ، سورۃ یٰس، سورۃ اقتربت الساعۃ اور سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی تو یہ سب اس کا نور اور شیطان سے پناہ ہوں گی اور قیامت تک اس کے درجات بلند کیے جاتے رہیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ قیامت کے روز آئے گی۔ اس کے دو پر ہوں گے۔ وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں، اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اسے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بہت زیادہ گناہ تھے۔ اس سورت نے اس آدمی پر پر پھیلا لیے اور کہا اے میرے رب! اسے بخش دے کیونکہ یہ کثرت سے مجھے پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بارے میں سورت کی شفاعت قبول فرمائے گا اور فرمائے گا اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کر دو۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ قبر میں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ عرض کرے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ پرندے کی مانند ہوگی۔ وہ اپنے پر پڑھنے والے پر پھیلا لے گی وہ اس کے حق میں شفاعت کرے گی اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گی تَبٰرَكَ الَّذِیْ کے بارے میں اسی کی مثل روایت نقل کی ہے حضرت خالد اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اسے نہ پڑھتے۔

امام درامی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے رات میں الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی اس کے لیے ستر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ستر غلطیاں ختم کر دی جائیں گی اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام دارمی، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ دونوں قرآن کی تمام سورتوں پر ساٹھ نیکیوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۃ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ عشاء اور فجر کی نماز میں یہ دن رات اور سفر و حضر میں پڑھتے تھے اور کہتے جس نے ان دونوں کو

1۔ سنن ترمذی، باب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 113، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

پڑھا تو اس کے حق میں ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ باقی تمام قرآن پر فضیلت کے طور پر ہوں گی۔ اس سے ستر گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طاؤس اس وقت تک نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ یہ دو سورتیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے ان دونوں کی ہر ایک آیت ساٹھ آیتوں کے ہم پلہ ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت حاتم بن محمد بن واسطہ سے طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ روئے زمین پر جو آدمی بھی الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رات میں تلاوت کرتا ہے تو اس کے حق میں لیلۃ القدر کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت حاتم نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے کہا طاؤس نے سچی بات کی ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے ان کے بارے میں سنا ہے تو میں نے ان کو نہیں چھوڑا اگر اس صورت میں کہ میں مریض ہوں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم کے قطعی سجدے الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ سجدہ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ سجدہ وَالنَّجْمِ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ ہیں۔

امام احمد، امام مسلم اور ابو یعلیٰ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا اندازہ تیس آیتیں لگایا جو (الم تنزیل) سجدہ کے برابر ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ظہر میں نگاہ رکھی تو ظہر کی پہلی رکعت میں الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ سجدہ کا اندازہ لگایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

''الف۔ لام۔ میم۔ اس کتاب کا نزول اس میں ذرہ شک نہیں، سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 4، صفحہ 143 (352)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تا کہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا جن کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت (سلطانی) پر۔ نہیں تمہارے لیے اس کے بغیر کوئی مددگار اور نہ کوئی سفارشی۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم سے مراد قریش ہے۔ ان کی طرف اور ان کے آبا کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۝۶

''تدبیر فرماتا ہے ہر (چھوٹے بڑے) کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس روز جس کی مقدار ہزار سال ہے اس اندازہ سے جس سے تم شمار کرتے ہو۔ وہی جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا، سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امر آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین سے آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال ہے۔ پانچ سو سال اترتے وقت اور پانچ سو سال اوپر چڑھتے وقت۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا سے بلند ترین زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر ایک دن میں بلند ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی مسافت لوگ آنے اور جانے میں چلیں تو ایک ہزار سال تک چلیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا میں ہوگا۔ فرشتے ایک دن میں بلند ہوں گے جس کی مقدار ہزار سال ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اوپر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ ان چھ دنوں میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے۔(2)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن ابی انباری نے مصاحف میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ میں اور عبداللہ بن فیروز جو حضرت عثمان کا غلام تھا، حضرت ابن عباس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 105

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فیروز نے عرض کی اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے گویا حضرت ابن عباس اس پر تہمت لگاتے رہے تھے اور کہا کوئی ایسا دن نہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ فیروز نے کہا میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ مجھے بتایئے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ دونوں ایسے دنوں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ میں اس امر کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کروں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔ زمانے نے کئی مصیبتیں مجھ پر لازم کر دیں یہاں تک کہ میں حضرت ابن مسیب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک انسان نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ کچھ جانتا بھی نہیں۔ میں نے کہا کیا میں تجھے نہ بتاؤں جو حضرت ابن عباس کو پیش آیا؟ فرمایا میں نے اسے بتایا تو آپ نے سائل سے کہا انہوں نے اس میں کچھ کہنے سے انکار کر دیا جبکہ یہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اس روز دنیا کے دنوں میں ایک دن ابھی نصف تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ٹھکانہ دے دے گا۔ اگر یہ معاملہ کسی غیر کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال میں بھی اس سے فارغ نہ ہوتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان تک امر کا نزول ایک دن میں ہوگا یہ ایک ہزار سال کا ہوگا کیونکہ آسمان سے زمین تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن میں اس کے سفر کی مقدار ہزار سال کی ہوگی جسے تم شمار کرتے ہو دنیا کے پانچ سو سال اس کے اترنے کے اور پانچ سو سال اس کے چڑھنے کے ہیں۔ یہ کل ایک ہزار سال ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: پھر وہ اس دن میں بلند ہوگا جو تمہارے انہیں دنوں جیسا ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت پانچ سو سال کی ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تم دنیا کے دن شمار کرتے ہو۔ (5) واللہ اعلم۔

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ۚ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۹﴾ وَ قَالُوۡۤا ءَاِذَا ضَلَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ ءَاِنَّا لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۬ؕ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 105

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

2B

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

''وہ جس نے بہت خوب بنایا جس چیز کو بھی بنایا اور ابتداء فرمائی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔ پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک جوہر سے (یعنی حقیر پانی سے)۔ پھر اس کے (قد و قامت) کو درست فرمایا اور پھونک دی اس میں اپنی روح اور بنا دیئے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل۔ تم لوگ بہت کم شکر بجالاتے ہو۔ اور کہنے لگے کیا جب (مرنے کے بعد) ہم گم ہو جائیں گے زمین میں تو کیا ہم از سرِ نو پیدا کیے جائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کر رہے ہیں۔''

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ کی تلاوت کرتے اور کہا تو بندر کو نہیں دیکھتا وہ خوبصورت تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: خبردار بندر کی سرین خوبصورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر شے کی صورت کو خوبصورت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کو اس کی صورت میں اچھا کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے قبیح ہو یا حسن، سانپ ہو یا بچھو یا ہر چیز جسے بنایا سب کی صورتوں کو اچھا بنایا، اس کا غیر کوئی بھی خوبصورت نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَحْسَنَ کا معنی مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں نہیں بنایا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت عمر بن زرارہ ہمیں آ کر ملے۔ انہوں نے اپنے حلہ کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کپڑے کے کونے کو پکڑ لیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر بن زرارہ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی شکل و صورت کو بہترین بنایا ہے۔ اے عمرو بن زرارہ! اللہ تعالیٰ چادر لٹکانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی چادر لٹکائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اس نے عرض کی میں احنف ہوں میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز خوبصورت ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے، کہا: الْاِنْسَانِ سے مراد

حضرت آدم علیہ السلام، نَسْلَهٗ سے مراد آپ کی اولاد، سُلٰلَةٍ سے مراد بنی آدم اور مَّآءٍ مَّهِيْنٍ سے مراد کمزور جو مرد کا نطفہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسْلَهٗ سے مراد آپ کی ذریت، سُلٰلَةٍ سے مراد پانی، ثُمَّ سَوّٰىهُ یعنی اس کی ذریت کو درست کیا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِنْ سُلٰلَةٍ ایسا پانی جو مرد سے نکلتا ہے۔ مَّهِيْنٍ یعنی کمزور۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَلَلْنَا سے مراد ہم ہلاک ہو گئے۔ (1)

امام ابن منذر حضرت ابن جریج سے وہ حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ابی بن خلف یہ کہا کرتا تھا کیسے ہمیں لوٹایا جائے گا اور کیسے ہم پہلے کی طرح لوٹیں گے۔؟

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

"فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

امام ابن ابی الدنیا نے "ذکر الموت" میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دونوں آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی موت ایک ہی لمحہ میں ہوگی، ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، تو ملک الموت کو ان دونوں پر کیسے قدرت ہوگی؟ فرمایا ملک الموت کی قدرت اہل مشارق، اہل مغارب، ظلمات، ہوا اور سمندروں میں موجود افراد پر ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی ہو جس کے سامنے دسترخوان پڑا ہو تو وہ جہاں سے چاہے کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک الموت تو ایک ہے جبکہ لشکر مشرق و مغرب میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان بھی انسان گرتے اور مرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے لیے جمع کر دیا ہے یہاں تک کہ دنیا کو اس کے سامنے ایسے بنا دیا ہے جیسے تم میں کسی کے سامنے ایک تھال ہو، کیا اس تھال میں سے کوئی چیز اس آدمی کی دسترس سے باہر ہوتی ہے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت وہ ہے جو تمام روحوں کو قبض کرتا ہے، تمام زمین میں جو کچھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو یوں تسلط عطا فرمادیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اس چیز پر تسلط جمائے ہوئے ہوتا ہے جو اس کی ہتھیلی میں ہو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی پاکیزہ روح کو قبض کرتا ہے تو وہ رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے اور جب خبیث نفس کو قبض کرتا ہے تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنالیا تو ملک الموت نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خوش خبری دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ ملک الموت اس کے پاس آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کہا اے ملک الموت! مجھے دکھاؤ تم کیسے کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا اے ابراہیم! تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رخ انور پھیرا۔ پھر ملک الموت کی طرف دیکھا تو وہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ جس کا سر آسمان سے باتیں کررہا تھا۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل رہا تھا۔ اس کے جسم کے ہر بال سے ایک انسان کی صورت تھی۔ جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر حضرت ابراہیم کو افاقہ ہوا جبکہ ملک الموت پہلی صورت میں آچکے تھے۔ کہا اے ملک الموت! اگر کافر کو کوئی اور آزمائش اور غم نہ پہنچے مگر تیری صورت ہی دیکھے تو اسے یہ کافی ہو جائے۔ مجھے دکھاؤ کہ تو مومنوں کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ کہا منہ پھیریئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیرلیا۔ دیکھا تو وہ ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی صورت میں موجود تھے۔ کپڑے سفید تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! اگر مومن موت کے وقت تیری صورت کے سوا کوئی اور آنکھ کی ٹھنڈک اور کرامت کی بات نہ دیکھے تو اس کے لیے یہی کافی ہو جائے۔

امام طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ رحمہم اللہ دونوں نے الصحابہ میں حضرت خزرج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سر کے پاس دیکھا تھا۔ فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کیجیے کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی خوش ہو جایئے اور آنکھ ٹھنڈی رکھیے۔ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ جان لیجئے اے محمد! ﷺ میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔ جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ اس کی روح بھی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، ہم اس کے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آئے اور نہ ہم نے اس کی قدر کو جلدی کیا ہے۔ اس کی روح کے قبض کرنے میں ہمارا گناہ بھی کچھ نہیں۔ اگر تم اس بات پر راضی ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ اگر تم نے ناراضگی کا اظہار کیا تو تم گناہ گار ہو گے اور تم پر بوجھ ہوگا۔ ہم تمہارے پاس بار بار آتے رہیں گے۔ پس بچو بچو، کوئی خیمہ نہیں، نہ مٹی کا گھر ہے، کوئی نیک اور بد نہیں، نہ کوئی میدانی علاقہ ہے اور نہ پہاڑی علاقہ مگر میں ان سے ہر روز رات دن مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے اور بڑے کو جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر میں مچھر کی روح قبض کرنے کا ارادہ کروں، میں اس وقت تک اس پر قادر نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو قبض کرنے کا اذن دے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت اشعث بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا، اس کا نام عزرائیل ہے، اس کی دو آنکھیں چہرے پر اور دو آنکھیں گدی کی جانب ہیں۔ پوچھا اے ملک الموت! تو اس وقت کیا کرتا ہے جب ایک نفس مشرق میں اور ایک نفس مغرب میں ہو، زمین

میں وبا پھوٹ پڑے اور دولشکر آپس میں برسر پیکار ہو جائیں؟ تو اس وقت تو کیا کرے گا؟ کہا میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے روحوں کو بلاتا ہوں تو وہ سب میری ان دو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ دنیا اس کے دو گھٹنوں کے درمیان ہے۔ وہ لوح جس میں انسانوں کی موتیں لکھی ہوئی ہیں وہ اس کے سامنے ہے۔ اس کے سامنے ملائکہ کھڑے ہیں۔ وہ لوح کو دیکھ رہا ہے۔ ایک لمحہ بھی نظر ادھر ادھر نہیں کرتا۔ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے اس کی روح قبض کرلو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہ آپ کا دوست تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے کہا تجھے کیا ہوتا ہے، اگر ایک گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان سب کی روحوں کو قبض کرلیتا ہے اور ان کے پہلو میں ایک گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ان میں سے کسی کی روح کو قبض نہیں کرتا؟ کہا جن کی روحوں کو میں قبض کرتا ہوں تو میں تو انہیں کچھ نہیں جانتا۔ میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں۔ میری طرف ایک چٹھی پھینکی جاتی ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ملک الموت کو کہا جاتا ہے: فلاں کو فلاں وقت اور فلاں دن میں قبض کرلے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابوالشیخ نے عطاء بن سیار سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گھر والا ایسا نہیں جس سے ملک الموت دن میں پانچ دفعہ مصافحہ نہ کرتا ہو، کیا ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس کی روح کو قبض کرنے کا حکم ہوا ہو۔

امام جویبر حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔ وہی ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ جنوں میں ایک فرشتہ ہے۔ شیاطین میں ایک فرشتہ ہے، پرندوں میں، وحشیوں درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں میں ایک فرشتہ ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں۔ فرشتے پہلے صعقہ میں مر جاتے ہیں جبکہ ملک الموت ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ پھر اسے موت آتی ہے۔ جہاں تک سمندر میں شہداء کا تعلق ہے بیشک اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے یہ کام ملک الموت کے سپرد نہیں ہوتا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو قبض کرنے کی ذمہ داری ملک الموت کو دی ہے مگر سمندر کے شہیدوں کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، مروزی نے ''جنائز'' میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوشعثاء جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بغیر درد کے روحوں کو قبض کرتا تھا۔ لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر لعنت کی تو ملک الموت نے اپنے رب کے حضور شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں درد رکھ دیے تو وہ ملک الموت کو بھول گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہر

ہوتا ہے ایک آدمی کے پاس آتا اور کہتا اپنا کام پورا کرلے۔ میں تیری روح قبض کرنا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت نے شکایت کی تو بیماری اتاری گئی اور موت کو خفیہ کردیا گیا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت کا قدم مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابوجعفر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جبکہ ملک الموت اس کے سر کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کر کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا اے محمد! ﷺ تمہیں بشارت ہو میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں۔ اے محمد! ﷺ جان لو میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں۔ اس کے گھر والے چیختے ہیں چلاتے ہیں۔ میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میرا تو کوئی گناہ نہیں۔ بیشک میرا تو آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس لیے محتاط رہو۔ محتاط رہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گھر والے، کچے مکان والے، بکری کے بالوں کے خیمے والے، اونٹ کے بالوں کے خیمے والے، خشکی میں یا سمندر میں پیدا نہیں کیا مگر میں دن میں پانچ دفعہ اس سے مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو اس کی ذات کے حوالے سے جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اے محمد! ﷺ میں ایک مچھر کی روح کو قبض کرنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ فرشتوں میں سے اس کے مددگار ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: زمین اس کے لیے جمع کردی گئی ہے۔ اس کے لیے زمین ایک تھال کی طرح بنادی گئی ہے۔ وہ اس سے جہاں سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ (1)

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

"اور کاش! تم دیکھو مجرم اپنے سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے (کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا پس (ایک بار) بھیج ہمیں (دنیا میں) اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 112، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہم نیک عمل کریں گے۔ ہمیں اب پورا یقین آ گیا ہے۔ (جواب ملے گا) اور اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو تمام (سرکش) جنوں اور (نافرمان) انسانوں سے۔ پس اب چکھو سزا اس جرم کی کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس روز کی ملاقات کو۔ ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا اور چکھو ابدی عذاب ان (کرتوتوں) کے عوض جو تم کیا کرتے تھے۔ صرف وہی لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جنہیں جب ہماری آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور پاکی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجرموں نے اس وقت دیکھا جب دیکھنا انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔ انہوں نے اس وقت سنا جب سننے نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آسمان سے ان پر کوئی آیت نازل فرماتا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کے سامنے تین عذر پیش کرے گا۔ وہ فرمائے گا اے آدم! اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی۔ جھوٹ اور وعدہ خلافی کرنے والوں سے بغض نہ کیا ہوتا اور اس پر عذاب نہ دیا ہوتا تو میں آج تیری اولاد پر رحمت کرتا۔ اس سختی کی بجائے جو میں نے ان کے لیے عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن میں نے یہ اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میرے حکم کی نافرمانی کی تو میں ان سے اپنی جہنم کو بھروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرتا اور ان میں کسی کو جہنم میں عذاب میں مبتلا نہ کرتا مگر مجھے پہلے ہی علم تھا۔ اگر میں اسے دنیا کی طرف بھیجتا تو وہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہوتا جس میں وہ اب ہے، نہ وہ اس سے لوٹتا اور نہ اس پر عتاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم! میں نے آج تجھے اپنے اور تیری اولاد کے درمیان ثالث بنایا ہے، میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو ان کے اعمال تیرے سامنے کیسے بلند ہوتے ہیں جس کی بھلائی برائی پر ایک ذرہ برابر بھاری ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے یہاں تک کہ تو جان لے گا کہ میں آج جہنم میں صرف ظالم کو داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے اس دن کے لیے اعمال کرنا چھوڑ دیے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج ہم تمہیں آگ میں اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے میرے حکم کو چھوڑ دیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ کا معنیٰ ہے کہ ہم نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت پانچ نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا ...... خَرُّوْا سُجَّدًا یعنی انہوں نے سجدہ کیا۔ وَّسَبَّحُوْا یعنی اپنے رب کے حکم سے نماز پڑھی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

''دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے رہے ہیں۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک عشاء کی نماز نہ پڑھ لیں۔

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر نے حضرت ابو سلمیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عشاء کی نماز کے بارے میں ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عشاء کی نماز سے پہلے بستروں سے اجتناب کرتے۔

عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز سے پہلے سوتے ہوئے اور اس کے بعد باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ آیت اسی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم مغرب کی نماز پڑھتے۔ ہم اپنے گھروں کی طرف نہ لوٹتے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز سے پہلے نہیں سوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کیا تو مرد نے اپنے بستر سے دوری اختیار کرنا شروع کر دی اس خوف سے کہ کہیں اسے نیند ہی نہ آ جائے۔ اس کا وقت چھوٹے بچے کے سلانے اور بوڑھے کے سست ہونے سے پہلے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہوئے عشاء کی نماز کا انتظار کرتے۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زوائد زہد'' میں ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مہاجرین اولین میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایسے تھے کہ وہ مغرب کی نماز پڑھتے اور اس کے بعد عشاء کی نماز تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھتے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ مغرب سے عشاء تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن منکدر اور ابی حازم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اوابین کے نوافل ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نماز پڑھتے رہتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد بندے کا رات کو عبادت کرنا ہے۔ (1)

امام احمد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح میں نے نبی کریم ﷺ کے قریب کی جبکہ ہم چل رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے مجھے دور کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے مجھ سے ایک بڑے عمل کے بارے میں پوچھا ہے مگر یہ اس آدمی کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تیری راہنمائی بھلائی کے دروازوں پر نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان میں نماز پڑھنا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت

آگاہ نہ کروں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ فرمایا امور کا سردار اسلام، ان کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے ان تمام چیزوں کے جوہر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی ضرور یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت نے اپنی زبان کو پکڑا۔ فرمایا اس کو روک کر رکھو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے۔ لوگ جہنم میں منہ کے بل اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے گریں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے رات کی عبادت کا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر گئیں اور آپ کے آنسو گرنے لگے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنتیوں کے عمل کے بارے میں بتائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عظیم کام کے بارے میں پوچھا جبکہ یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھا کر، میں یہ نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہ کیا۔ فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ امور کا سردار اسلام ہے، جس نے اسلام قبول کیا وہ سلامتی پاگیا، ان کا ستون نماز ہے اور چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد ہے، روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان نماز پڑھنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: ان پر کوئی رات نہیں گزرتی تھی مگر وہ اس رات سے کچھ حصہ لیتے تھے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ اٹھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں۔(3)

امام ابن نصر اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو عبادت کرنا ہے۔(4)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت ابوعبیداللہ جدلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: یہ فیصلہ کا دن ہے، وہ لوگ کہاں ہیں تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ وہ لوگ کہاں ہیں يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران: 191) پھر جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں کے بارے میں حکم دیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں، ہر سخت دل جابر اور ہر حد سے تجاوز کرنے والا، میں آدمی یعنی والد کو بچے کے ساتھ اور بچے کو والد کے ساتھ جانتا ہوں۔ مسلمانوں میں سے فقراء کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انہیں روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم ہم سے حساب لینا چاہتے ہو جبکہ ہمارے پاس نہ اموال تھے اور نہ ہی ہم امراء تھے۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد قوم ہے جو لگاتار

1۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 86، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118

3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 117 4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، نماز میں، قیام میں یا بیٹھے ہوئے یا جب وہ نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں جو لگاتار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیعہ جرشی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ وہ وہاں رہیں گے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ عنقریب سب جان لیں گے کہ آج کس کے لیے عزت اور کرم ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ پھر منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ جمع ہونے والے عنقریب جان جائیں گے کہ کس کے لیے عزت و کرم ہے، وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تجارت اور خرید و فروخت نے غافل نہیں کیا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ پھر وہ منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ واپس آئے گا اور اعلان کرے گا۔ جمع ہونے والے لوگ جان جائیں گے کہ آج کس کے لیے عزت و شرافت ہے، وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ وہ پہلوں سے بھی زیادہ ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے۔ جب بھی بیدار ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، نماز میں، قیام میں، بیٹھے ہوئے اور پہلوں کے بل لیٹے ہوئے۔ یہ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(2)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

''پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔

امام ابو عبید نے ''فضائل'' میں، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''بعث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

س نے اپنے لیے جنت بنائی۔ پھر اس کے نیچے ایک اور جنت بنائی۔ پھر ان دونوں کے اوپر ایک موتی کو چڑھا دیا۔ پھر کہا ان دونوں کے نیچے دو جنتیں ہیں۔ مخلوق نہیں جانتی کہ ان دونوں میں کیا ہے۔ یہی وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس میں ہر روز ان کے پاس تحفہ آتا ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، ایسی جنت تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، نہ کسی دل میں کھٹکی ہے، نہ مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی نبی مرسل اسے جانتا ہے۔ بیشک یہ قرآن میں ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ہناد نے ''زہد'' میں، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن انباری نے حضرت ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، وہ کسی دل پر نہیں کھٹکی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ (3)

امام ابن ابی حاتم نے عابد بن عبدالواحد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جنتی اپنے مکان میں ستر سال تک رہے گا پھر وہ متوجہ ہوگا تو وہ ایک حسین ترین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ عورت اسے کہے گی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں مزید ہوں۔ وہ جنتی اس کے ساتھ ستر سال تک رہے گا۔ وہ پھر متوجہ ہوگا تو وہ پہلی سے بھی زیادہ حسین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ کہے گی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی آئے گا، عورتیں اس کی طرف جھانکیں گی۔ وہ کہیں گی اے فلاں بن فلاں! جب تو ہمارے پاس سے نکلا تو ہم سے بڑھ کر تیرا کوئی زیادہ حقدار نہ تھا۔ وہ کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گی ہم ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ دنیا کے دنوں کی مقدار ہر دن میں تین دفعہ داخل ہوں گے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنات عدن کے تحفے ہوں گے جو ان کی اپنی جنتوں میں نہ ہوں گے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہارے لیے اس جنتی مرتبہ بیان کروں گا جو دنیا میں حلال کی تلاش کرتا اور حلال کھاتا تھا یہاں تک کہ اسی حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اسے قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 121

کے روز ایک ہی موتی کا محل دیا جائے گا۔ نہ اس میں کوئی پھٹن ہوگی نہ جوڑ ہوگا۔ اس میں ستر ہزار بالا خانے ہوں گے۔ ان بالا خانوں کے نیچے ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے کا چھت سونے اور چاندی کی پتریوں کا ہوگا جن میں کوئی جوڑ نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھنا اس کے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو اس کے نور سے اس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہتی۔ باغ کی چوڑائی بارہ میل ہوگی اور لمبائی آسمان کی جانب ستر میل ہوگی۔ ہر کمرے میں ستر ہزار دروازے ہوں گے جن سے وہ داخل ہوگا۔ ہر کمرے میں ہر دروازے پر ستر ہزار خادم ہوں گے جو اس کمرے میں ہوگا۔ وہ انہیں نہیں دیکھے گا اور نہ ہی باہر والا خادم اندر والوں کو دیکھے گا۔ جب وہ اپنے محل میں نکلے گا تو اس کی ملک میں دنیا جیسی آبادی ہوگی جو اس کے ملک میں اس کے دائیں بائیں اور پیچھے چلے گی۔ اس کی بیویاں اس کے ساتھ ہوں گی۔ اس کے علاوہ ان میں کوئی مذکر نہ ہوگا۔ اس کے سامنے فرشتے ہوں گے جو اس کے تابع فرمان ہوں گے۔ اس کے اور اس کی بیویوں کے درمیان پردہ ہوگا۔ اس کے سامنے پردہ ہوگا خادم اور خادمائیں ہوں گی۔ وہ خوب سمجھتے ہوں گے کہ وہ اور اس کی بیویاں کیا خواہش کریں گی۔ وہ خود اس کی بیویاں اور اس کے خادم کبھی بھی فوت نہ ہوں گے۔ ان کی نعمتیں بڑھتی جائیں گی جبکہ پہلی نعمت بھی بوسیدہ نہ ہوگی۔ آنکھ کی ٹھنڈک کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس جنت میں اس جنتی پر کبھی خوف داخل نہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر جنتیوں میں سے آخری درجے کا جنتی حضرت آدم علیہ السلام اور دوسروں کی ضیافت کرے وہ ان کے سامنے کھانا اور شراب رکھے یہاں تک کہ وہ سب اس کے پاس سے کھانا کھا کر نکلیں تو یہ عمل اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، طبرانی، ابن جریر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ کتاب الصلوٰۃ میں ابو صخر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے جبکہ آپ جنت کی صفت بیان کررہے تھے یہاں تک کہ آپ نے گفتگو اس امر پر ختم کی ان میں وہ چیز ہے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی اور نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکی پھر اس آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:16) کی تلاوت کی۔ ابو صخر نے کہا میں نے قرظی سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا انہوں نے اپنے اعمال کو مخفی رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ثواب کو مخفی رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیمانی ہذلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں۔ پہلا درجہ چاندی کا ہے، اس کی زمین چاندی کی ہوگی، برتن چاندی کے ہوں گے، مٹی کستوری کی ہوگی، دوسرا درجہ سونے کا ہے، اس کے مکانات سونے کے ہوں گے، برتن سونے کے ہوں گے اور مٹی کستوری کی ہوگی، تیسرا موتی کا ہوگا، اس کی زمین موتی کی، اس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، جلد 17، صفحہ 137 (2825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے گھر موتی کے اوراس کے برتن بھی موتی کے ہوں گے۔ اس کے بعد ستانوے درجے ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکے۔ اور یہ آیت تلاوت کی۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت حاکم بن ابان رحمہ اللہ کے واسطہ سے عطرف سے وہ جابر بن زید سے وہ حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم ﷺ سے وہ حضرت جبرائیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے کی نیکیاں اور برائیاں لائی جائیں گی بعض کا بعض سے حساب برابر کیا جائے گا۔ اگر ایک نیکی بھی باقی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا کہا میں یزدان کے پاس حاضر ہوا تو اس نے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی۔ تو میں نے پوچھا اگر نیکیاں ختم ہوگئیں؟ کہا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ (الاحقاف:16) میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ فرمایا اس آیت میں اس آدمی کا ہے جو مخفی طریقہ سے عمل کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں مخفی کردیتا ہے۔ لوگ اسے نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت تک مخفی رکھتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے سب سے کم مرتبہ وہ لوگ ہوں گے جن کے جہنم میں جل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جہنم سے نکالے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بات پر خوش ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ انہیں ننگے پھینکا جائے گا تو وہ یوں اگیں گے جیسے سبزیاں اگتی ہیں یہاں تک کہ جب روحیں ان کے جسموں کی طرف لوٹیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اور روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا، یا ہمارے چہروں کو جہنم سے پھیر دے تو ان کے چہروں کو جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ ان کے لیے ایسا درخت لگایا جائے گا جو سائے والا ہوگا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کردے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کرے گا۔ وہ جنت کے دروازے دیکھیں گے۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اسی طرح ہمیں جنت کے دروازوں کی طرف منتقل کردے۔ تو ایسا ہی کردیا جائے گا۔ جب وہ جنت میں خیر و برکت کو دیکھیں گے، حضرت ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں جنت میں داخل کردے۔ تو انہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ پھر انہیں کہا جائے گا تمنا کرو۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما۔ یہاں تک کہ وہ یہ کہیں گے اے ہمارے رب! کافی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ تمہارے لیے ہے اور اس کا دس گنا بھی تمہارے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا عرض کی اے میرے رب جنتیوں میں سے کون سب سے کم مرتبہ والے ہیں؟ فرمایا وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

آدمی جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔اسے کہا جائے گا داخل ہو جا۔وہ کہے گا میں کیسے داخل ہوں جبکہ وہ اپنی جگہوں پر پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے حصے لے لیے ہیں؟ کہا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرے لیے وہ کچھ ہو جو دنیا کے بادشاہوں کے لیے ہوتا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں۔اے میرے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا تیرے لیے یہ اور اس کا دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا اے ہمارے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا اس میں تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تیرا نفس چاہے اور تیری آنکھوں کو لذت دے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جنتیوں میں سے سب سے بلند مرتبہ کون ہے؟ فرمایا تو نے اس کا ارادہ کیا؟ میں ضرور ان کے بارے میں تجھ سے بات کروں گا۔میں نے ان کی عزت کو اپنے دست قدرت سے گاڑا اس پر بذات خود مہر لگائی، کسی آنکھ نے اسے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور نہ ہی کسی انسانی دل پر وہ کھٹکا ہے۔اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔(1)

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی ٘ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

''تو کیا جو شخص ایمان دار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں۔پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے جنتیں ہمیشہ کا ٹھکانا ہیں بطور ضیافت ان (نیکیوں) کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ابدی ٹھکانا آگ ہے۔جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔''

امام ابو الفرج اصفہانی نے ''کتاب الاغانی'' میں، واحدی، ابن عدی، ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا میں بھالے کے اعتبار سے تم سے زیادہ تیز، تم سے زیادہ فصیح اور تم سے زیادہ لشکر کا سہارا ہوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔تو یہ آیت نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ مومن سے مراد حضرت علی اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ بن ابی معیط ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت

ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان اترا۔ ولید اور حضرت علی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ولید نے کہا میں تم سے زیادہ فصیح، زیادہ جنگجو اور لشکر کو بھگانے والا ہوں۔ حضرت علی نے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مومن سے مراد حضرت علی بن ابی طالب اور فاسق سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ یہ اس گفتگو کی وجہ سے ہوئی جو ان کے درمیان ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا، موت اور آخرت میں برابر نہ ہوں گے۔ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک کیا۔ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ وہ جھٹلاتے تھے جسے تم دیکھتے ہو۔(2)

وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

''اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے انہیں تھوڑا تھوڑا عذاب بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ (فسق و فجور) سے باز آجائیں''۔

امام فریابی، ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد غزوہ بدر اور الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ممکن ہے جو باقی بچ گئے ہیں وہ واپس پلٹ آئیں''۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد قحط جو انہیں پہنچا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ممکن ہے وہ توبہ کریں۔

امام مسلم، عبداللہ بن احمد نے ''زوائد مسند'' میں، ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا کے مصائب، غزوہ بدر کی مصیبت پکڑ اور دھواں ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ادریس خولانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 124

پوچھا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد مصیبتیں، بیماریاں اور تھکاوٹیں ہیں، دنیا میں اسراف کرنے والے کا عذاب عذاب آخرت سے کم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہمارے لیے کیا ہیں؟ فرمایا زکوٰۃ اور وضو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد دنیا کی مصیبتیں، اس کی بیماریاں اور آزمائشیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے تا کہ وہ توبہ کریں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عذاب ادنیٰ سے مراد ایسی مصیبتیں ہیں جو دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تا کہ وہ لوٹ آئیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد حدود ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تا کہ وہ توبہ کریں۔ (3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے عذاب ادنیٰ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: دنیا اور قبر کا عذاب۔ (4)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا میں قریش کا قتل اور انہیں بھوک دینا ہے اور عذاب اکبر سے مراد آخرت میں یوم قیامت ہے۔ (5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے الْعَذَابِ الْاَدْنٰى کا معنی عذاب قبر نقل کیا ہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

”اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے روگردانی کی ان سے۔ بیشک ہم مجرموں سے ضرور بدلہ لیں گے۔“

امام ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین امور ایسے ہیں جس نے یہ کیے وہ مجرم ہے: جس نے ناحق جھنڈا باندھا، والدین کی نافرمانی کی یا ظلم کے ساتھ چلا تا کہ مجرم کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ (6)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 124
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126
5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126,27
6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 128

B

صَبَرُوْا ؕ۟ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۲۵ اَوَ لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۶

''اور بیشک ہم نے عطا فرمائی تھی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب، تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں ایسی کتاب کے ملنے سے اور ہم نے بنایا تھا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ اور ہم نے بنایا ان میں سے بعض کو پیشوا، وہ رہبری کرتے رہے ہمارے حکم سے جب تک وہ صابر رہے اور جب تک ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ بیشک آپ کا پروردگار، وہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن، جن امور میں وہ (باہمی) اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ بنی کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا حالانکہ یہ چل پھر رہے ہیں ان کے مکانوں میں۔ بیشک ان میں (عبرت کی کئی) نشانیاں ہیں۔ کیا وہ (ان در و دیوار سے داستانِ عبرت) نہیں سن رہے؟''۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ ''دلائل'' میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اس میں میں نے حضرت بن عمران کو دیکھا کہ وہ لمبے قد اور گھنگھریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوأہ کے افراد میں سے ایک ہوں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیانے قد سرخ و سفید رنگ کے اور چوڑے سر والے تھے۔ میں نے مالک کو دیکھا جو جہنم کے خازن ہیں اور دجال کو اس کی نشانیوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دکھائیں۔ کہا فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ قتادہ یہ تفسیر بیان کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا۔(1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ مختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لِّقَآىِٕهٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِّقَآىِٕهٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے۔ کہا گیا کیا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے؟ فرمایا ہاں۔ کہا آپ نے اس ارشاد کو نہیں دیکھا وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ (الزخرف:45)

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 94، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ کریں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کی تلاوت کی اور کہا مجھے حضرت زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یزید رحمہ اللہ نے اسے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا صبر سے بڑھ کر بندے کو کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کا یہ معنی ہے کہ ہم نے انہیں انبیاء کے علاوہ بھلائی میں سردار بنا دیا اور دنیا کو ترک کرنے پر جب صبر کیا تو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت پا گئے۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۝۲۷

”کیا انہوں نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ہم لے جاتے ہیں پانی بنجر زمین کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے سے کھیتی، کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی۔ کیا وہ (یہ بھی) نہیں دیکھتے؟“

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد ایسے علاقے ہیں جہاں تھوڑی بارش ہوتی، انہیں سیلابوں کے علاوہ کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد یمن کا علاقہ ہے۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ علاقے ہیں جو کوئی فصل نہیں اگاتے۔ یہاں ابین (4) اور اس جیسے دوسرے علاقے ہو سکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد بے آب و گیاہ زمین۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد مردہ زمین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ بستیاں ہیں جو یمن اور شام کے درمیان ہوں۔

امام ابو بکر اور ابن حبان رحمہما اللہ نے کتاب الغرر میں حضرت ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امثال معانی کو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 131

4۔ یہ لفظ اِبْیَن اور اَبْیَن دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں ایک آدمی کا تھا، اسے ذو ابین کہا جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسے عدن ابین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور عدن ابین یمن کا علاقہ ہے۔ ممکن ہے راوی کے پیش نظر یہی علاقہ ہو۔ ابن جریر کے حاشیہ میں اسی طرح ہے۔ (مترجم)

عقول کے زیادہ قریب کرنے والی ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

''اور (بار بار) پوچھتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمائیے فیصلہ کے دن نہ فائدہ پہنچائے گا کافروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ پس (اے حبیب!) رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے اور انتظار فرمائیے۔ وہ بھی منتظر ہیں۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے کہا ہمارا ابھی ایسا وقت ہوگا امید ہے جس میں ہم آرام کریں گے اور اس میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ تو مشرکوں نے کہا مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔(1)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دی گئی۔ جنہوں نے کفر کیا تھا موت کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کچھ نفع نہ دیا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد فیصلہ کا دن ہے وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

تمت بالخیر

13 جنوری 2003

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 449 (3552)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 133